REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۳

شمارہ ۲۹

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:۔
منیر احمد خادم
نائبین:۔
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۱۱ صفر ۱۴۱۵ ہجری | ۲۱ وفاء ۱۳۷۳ ہش | ۲۱ جولائی ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۵ وفا (جولائی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ ان دنوں حضور انور کی مصروفیات میں جلسہ U.K. کی وجہ سے بہت اضافہ ہوگیا ہے۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت، مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پرنور کا حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

جلسہ سالانہ یو۔کے ۲۹ تا ۳۱ جولائی کو اسلام آباد لندن میں منعقد ہوگا۔ جلسہ کی کامیابی کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے

اپنے ایمان اور اعتقاد کو کامل کرو

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"یاد رکھو ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ادھورا ایمان ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اگر ایمان کامل ہو تو اعمال صالحہ سرزد نہ ہوں؟ اپنے ایمان اور اعتقاد کو کامل کرو ورنہ کسی کام کا نہ ہوگا۔ لوگ اپنے ایمان کو پورا ایمان تو بناتے نہیں پھر شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں وہ انعامات نہیں ملتے جن کا وعدہ تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب یعنی جو خدا کا متقی اور اس کی نظر میں متقی بنتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا اور بڑا رحیم کریم ہے جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا اور خود اس کا محافظ و ناصر بن جاتا ہے مگر وہ جو ایک طرف دعوائے اتقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے۔ ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقویٰ یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے لوگوں کے متقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں۔ سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے تمام دنیا کے انبیاء کی عصمت کی حفاظت کی ہو

آج کل عالم میں اسلام کے تصور انصاف کو پیش کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے سپرد ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۵ وفاء (جولائی) ۱۹۹۴ء بمقام لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورہ جمعہ کی آیات ۶ تا ۹ کی تلاوت فرمائی بعدہٗ آیات کا ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ مذکورہ آیات کا مضمون بہت دلچسپ گہرا اور عبرتناک ہے پہلے بھی ان آیات کے حوالے سے مذہبی قوموں کا ذکر کر چکا ہوں جو اپنی تعلیمی ذمہ داریاں بھلا دیتی ہیں قرآن کریم فرماتا ہے کہ جن کو تورات عطا کی گئی تھی لیکن انہوں نے اس کتاب کا بوجھ اٹھانا ترک کر دیا۔ یعنی اس کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے ان کی مثال ایسے گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ ڈالا جائے فرمایا یہ ایسی کامل مثال ہے جو کامل طور پر ان مذہبی قوموں پر چسپاں ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ ایک نعمت عطا کرتا ہے پھر وہ خود اس کو سمجھنے کے اہل نہیں رہتے جب وہ نعمت اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ وہ اس سے استفادہ کریں اور دنیا کو بھی فیض پہنچائیں تو وہ محض ایسا بوجھ ہے جیسے گدھے پر کتابوں کا بار ہو پھر وہ اسے اتار پھینکتے ہیں۔ فرمایا دوسرے پہلو سے جب نظر ڈالتے ہیں تو علماء کا نقشہ سامنے آتا ہے جو بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم ہی اس بوجھ کے کلیۃً ضامن ہیں ہم ہی مذہب کی اجارہ داری حاصل کر چکے ہیں۔ فرمایا مذہبی کتب کا اجارہ دار بن جانا جب تنزل کے دور میں علماء کے سپرد ہو جاتا ہے تو اس وقت کا نقشہ ہے جو بہت ہی خوبصورت الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ فرمایا جب قوم ایک چیز کی ناقدری کرتی ہے تو عموماً وہ چیز اس حصے کے سپرد کی جاتی ہے جسے اپنے میں سے کمتر سمجھتی ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ ایک قسم کی سرداری اختیار کر جاتے ہیں۔ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہی واقعہ ہوا ہے کہ تورات کی پاک تعلیم تو قوم نے گدھوں کے سپرد کر دی تھی۔ اور گدھے بھی (باقی صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱ وفاء ۱۳۷۳ ہش

عورتوں کیلئے اسلام کے پیش کردہ حقوق سے بہتر کسی نے پیش نہیں کئے

(۲)

ایک بار آپؐ نے اپنی زوجہ حضرت صفیہ کو اپنے گھٹنے کے سہارے اونٹ پر سوار کیا۔ الغرض آپؐ نے اپنی ازواج کے ساتھ جس رنگ میں معاشرت کی رہتی دنیا کے لئے عظیم اسوہ ہے۔ بے شمار واقعات ہیں جو خوف طوالت سے درج نہیں کئے جا سکتے۔ اسی طرح عورت والدہ کی حیثیت سے بھی اہم مقام رکھتی ہے۔ اکثر جگہوں میں والدین کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا ہے حتیٰ کہ بعض مواقع پر مجبور ہو کر انہیں بالآخر خیراتی اداروں میں پناہ لینی پڑتی ہے۔ جہاں وہ زندگی کے بقیہ دن کسم پرسی کی حالت میں گذارتے ہیں دیگر مذاہب میں والدین کے حقوق کے متعلق اسقدر تفصیلی احکام نہیں ملتے قرآن مجید میں تاکیدی حکم سے فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (عنکبوت: ۹) یعنی ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا
تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

(بنی اسرائیل: ۲۵)

ترجمہ:۔ تیرے رب نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے تو انہیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر اور رحم کے جذبہ کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (ان کے لئے دعا کرتے وقت کہا کر (کہ اے) میرے رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

اس آیت کریمہ میں چھ دفعہ تثنیہ کی ضمیر استعمال کر کے دونوں کو اس حکم میں شامل کیا ہے۔ کیا اب بھی کسی خاطر میں والدہ اور والد کے حقوق میں کسی فرق کی گنجائش باقی رہ سکتی ہے؟ سورۃ احقاف: ۱۶ اور لقمان: ۱۵ میں تو خاص طور پر والدہ کی اپنے بچے کے لئے تکلیف اٹھانے کا ذکر کرتے ہوئے ان سے حسن سلوک کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی والدین بالخصوص والدہ کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین فرمائی ہے آپ نے فرمایا جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (کنز العمال)

ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ میرے حسن معاملہ اور نیک سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے آپؐ نے اس کے سوال کے جواب میں تین مرتبہ فرمایا تیری والدہ اور چوتھی مرتبہ فرمایا تمہارا والد (بخاری) اس تعلق میں بھی متعدد احادیث میں سے صرف ایک دو درج کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کئی دفعہ نماز باجماعت میں لمبی قرأت کا ارادہ کرتا ہوں لیکن پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں تا لمبی قرأت بچے کی ماں پر شاق نہ گزرے (بخاری)

آپؐ کی والدہ ماجدہ تو بچپن میں ہی وفات پا گئی تھیں لیکن جو سلوک آپؐ نے اپنی دائی کے ساتھ کیا ہے وہ بھی کم درجہ نہیں رکھتا۔ حضرت ابو طفیل فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی صحبت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک عورت آئی آپ نے اپنی چادر بچھائی جس پر وہ بیٹھ گئی جب وہ واپس چلی گئی تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہ آپ کی رضاعی والدہ تھیں۔ اسی طرح آپؐ نے بیواؤں اور کمزور عورتوں اور یتیموں کے حق میں جو آواز بلند کی اور اپنے عملی نمونہ سے سبق دیا ہر زمانہ کے مردوں کے لئے رہنمائی کرتا رہے گا۔ زندگی کی کوئی بھی حیثیت ہو اسلام عورت کے احترام و عزت کو نہ صرف قائم کرتا ہے بلکہ شریعت اسلامیہ میں شامل کر کے تاقیامت ان احکام پر عمل کرنا مسلمانوں کے دین و ایمان کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

آپؐ نے عورت کو سوسائٹی میں برابر کا مقام دینے کے لئے فرمایا۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کا فریضہ ہے۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ نصف دین عائشہؓ سے سیکھو۔ عملاً حضرت عائشہؓ سے صحابہ نے علم سیکھا چنانچہ ترمذی میں حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ ہم تمام صحابہ کو کسی قسم کی کوئی مشکلات درپیش نہ تھیں کیونکہ ہم ہر ایک مشکل امر حضرت عائشہؓ سے عرض کر دیتے تھے جو کہ ہر ایک امر کی واقف کار تھیں۔

قرآن مجید نے جہاں پر مردوں کی تخلیق کے لحاظ سے جزوی فوقیت اور درجہ کا ذکر کیا ہے وہاں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن مردوں کو عورتوں پر جابر حاکم کے طور پر پیش کرتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرد عورت کے حقوق کی ادائیگی و تربیت پر نگران اور ذمہ دار ہے نہ کہ اس پر حاکم بن کر ظلم کرنے کا موجب۔

آخر پر اسلام کی حسین تعلیم پر کئے جانے والے اعتراضات کے اختصار سے جواب دیئے جاتے ہیں۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت پر پردہ کا حکم دے کر اس کی ترقی کی راہیں بند کر دی ہیں اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جہاں تک پردے کا تعلق ہے یہ کسی نہ کسی طرز میں دیگر اقوام میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسلام تو اس کی روح کی حفاظت کرتا ہے نہ کہ قید و بند کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ... وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِ
هِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (۳۲ النور)۔

یعنی تو مومنوں سے کہہ کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا... اور مومن عورتوں سے کہدے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اور اس کو ڈھانک کر پہنا کریں۔ چونکہ عورتوں کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے اور زینت ڈھانکنے کے لئے مرد کے مقابلہ میں زیادہ ستر کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اسے اوڑھنی کا حکم دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی عورت کے لئے چادر کی صورت میں پردہ کا رواج پڑ گیا تھا۔ جو بعد میں مختلف صورتیں اختیار کر گیا۔ یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ پردہ سے مراد یہ نہیں کہ عورت گھر کی چار دیواری میں بند رہے بلکہ یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کا آزادانہ میل ملاپ نہ رہے جس سے معاشرہ میں بہت سی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ جن اقوام میں پردہ کا رواج اور پابندی نہ رہی ان کی حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ ان کے معاشرے فحاشی کے اڈے بنتے جا رہے ہیں ننگی فلموں اور تصاویر نے جو قہر ڈھایا ہے اس سے کون شریف پناہ نہیں مانگتا۔ بے پردہ اقوام کی زندگی جس جہنم میں سلگ رہی ہے کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں اسلام نے پردہ کے ذریعہ آزادانہ میل ملاپ سے روک کر عورت کی عصمت و عزت کی حفاظت کے سامان کر دیئے ہیں۔

باقی آئندہ

(قریشی محمد فضل اللہ قائمقام ایڈیٹر)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا ہتھیار حسنِ عمل تھا

آپ کا حسنِ خلق کا سفر حسنِ عمل سے شروع ہوتا محض زبان کی نصیحت سے نہیں

اخلاقی جہاد ایک بہت بڑا اور اہم جہاد ہے اور اسلام کے عالمگیر جہاد کا ایک لازمی حصہ ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ر ہجرت (مئی) ۱۳۷۳ ہش / ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٩﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿١٠﴾

(سورہ الدھر ۹، ۱۰)

پھر فرمایا۔

قرآن کریم نے اللہ کی عبادت کے بعد جو سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ خدمت خلق پر ہے اور حقیقت میں یہ دو ہی دین کے حصے ہیں یا اللہ کی عبادت ہے یا بنی نوع انسان سے اچھے تعلقات، خدا کی مخلوق سے محبت کرنا۔ اور بارہا پہلے بھی میں یہ جماعت کو سمجھا چکا ہوں یہ دو الگ مضمون نہیں ہیں بلکہ ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ جتنا آپ کو عبادت کا [illegible] مفہوم سمجھ آئے گا، جتنا آپ عبادت کا حق ادا کریں گے اس کے ساتھ ساتھ ہی بنی نوع انسان سے تعلقات کی شاخ بھی نشو و نما پاتی چلی جائے گی اور یہ دونوں شاخیں اکٹھی بڑھتی ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ عبادت کی شاخ تو صحت مند ہو اور نشو و نما پا رہی ہو اور بنی نوع انسان سے تعلقات کی شاخ مرجھا جائے اور اس کی جگہ بہت ہی کریہہ المنظر، کانٹے دار، کسیلی، کڑوی شاخیں نکل آئیں۔ اگر ایسا ہو تو یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہوگا کہ عبادت کرنے والے کی عبادت رائیگاں گئی ہے۔ اس کو عبادت کے مفہوم سے کوئی آشنائی نہیں۔ وہ دھوکے میں ہے کہ عبادت کرتا ہے کیونکہ خدا کی عبادت کرنے والا خدا کی مخلوق سے محبت کے سوا اور کوئی راہ نہیں پاتا۔

پس اس پہلو سے بنی نوع انسان کے ساتھ رابطہ بڑھانے میں عبادت اور پرخلوص عبادت کو بہت گہرا دخل ہے۔ اور پرخلوص عبادت کی پہچان انسانی سطح پر دکھائی دیتی ہے۔ جو خدا کی سطح پر ہے وہ تو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ انسانی سطح پر جو دیکھ سکتے ہیں وہ حسن خلق سے پہچان سکتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی مخلوق سے، بنی نوع انسان سے، مجبور اور مقہور لوگوں سے خدا کا بندہ جس طرح سلوک کرتا ہے اسی حد تک اس کی عبادت خدا کے ہاں مقبول دکھائی دینے لگتی ہے۔ پس اس پہلو سے میں نے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان احادیث کا انتخاب کیا ہے، بکثرت ایسی احادیث ہیں اور حقیقت میں ان پر احاطہ نہیں ہو سکتا، جن کا بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات سے تعلق ہے اور انسان کے اخلاق کی تعمیر کرنے والی احادیث ہیں۔ کیونکہ آپ کے اخلاق کی تعمیر کا آغاز آپ کے گھر سے ہوتا ہے۔ آپ کے اخلاق کی تعمیر کا آغاز گھر سے ہو کر ہمسایوں پر اثر دکھاتا ہے۔ ہمسایوں کے بعد پھر یہ باہر کا رخ اختیار کرتا ہے، درجہ بدرجہ، سلسلہ بہ سلسلہ اپنوں سے غیروں کی طرف سفر شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس سفر کے نتیجے میں آپ کو انسانیت کا نیا عرفان نصیب ہونے لگتا ہے۔ تعلقات کے ذوق بلند ہونے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ کل تک جو غیر تھا وہ اپنا دکھائی دینے لگتا ہے اور جو اپنے ہیں وہ اپنے رہنے کے باوجود غیروں کے حقوق پر دخل انداز نہیں ہو سکتے یعنی اپنائیت کا ایک نیا مضمون انسان کے سامنے ابھرتا ہے۔

اگر خدا کے تعلق میں انسان کے تعلقات کا دائرہ نہ بڑھے تو پھر اپنے اپنے رہتے ہیں اور ہر حالت میں ان کے مفادات کو انسان دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔ لیکن یہ جو سفر ہے جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں جو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی اختیار فرمایا اور تمام بنی نوع انسان کو اسی طرف آنے کی دعوت دی یہ مضمون اور ہے، اس عام انسانی تعلق سے مختلف۔ اس مضمون کی رو سے آپ کے جو اپنے گھر والوں سے تعلقات درست ہوتے ہیں اور اسوہ نبوی کو درست ہوتے ہیں تو پھر وہاں ٹھہرتے نہیں۔ پھر ہمسایوں کے ساتھ تعلقات استوار ہوتے ہیں اور درست ہوتے ہیں۔ پھر ہمسایوں سے آگے بڑھ کر اہل محلہ اور اہل شہر اور اہل ملک یہاں تک کہ یہ پھیلتے چلے جاتے ہیں اور تمام حدود اس بات سے عاری ہو جاتی ہیں کہ ان کو روک سکیں اور محدود جگہ میں مقید کر سکیں۔ علاقائی حدود کو بھی یہ تعلقات پھلانگ جاتے ہیں۔ قومی حدود کو بھی یہ تعلقات پھلانگ جاتے ہیں۔ نسلی حدود کو بھی یہ تعلقات پھلانگ جاتے ہیں۔ رنگ کی حدود کو بھی یہ تعلقات پھلانگ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ عالمی صورت اختیار کر جاتے ہیں اور دنیا پھر کل عالم اپنا ہی خاندان کا ایک حصہ دکھائی دینے لگتا ہے اور اسی کے نتیجہ میں سچا انصاف جنم لیتا ہے ورنہ اگر اپنوں اور غیروں میں فرق دکھائی دیتا رہے تو پھر حقیقت میں آپ انصاف کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ تبھی قرآن کریم نے اس مضمون کو بڑھاتے بڑھاتے ایتاءِ ذی القربیٰ تک پہنچا دیا۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اپنوں سے اور سلوک کرو اور ذوالقربیٰ سے اور سلوک کرو۔ ذوالقربیٰ کے سلوک سے مراد ہے ہر مومن کا ہر دوسرے سے سلوک عدل

سے شروع ہوتا ہے، احسان کی تمام منازل طے کرنے کے بعد ذوالقربیٰ کی حدود میں داخل ہوجاتا ہے اور پھر وہاں سارے اپنے دکھائی دیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو سمجھانے کی خاطر انسان کو اللہ تعالیٰ کے عیال قرار دیا اور عیال سے مراد ہے جیسے گھر کے سب افراد ہوتے ہیں۔ ذوی القربیٰ کی ایک دوسری اصطلاح عیال ہے، عیال اللہ۔ اگر سب مخلوق اللہ کی عیال ہے تو آپ کا تعلق عیال کے تعلق میں اسی طرح ڈھلے گا جیسے گویا آپ کی عیال ہو اور یہی وہ مضمون ہے جو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ کے حوالے سے جماعت کو سمجھا رہا ہوں۔ عالمی تبلیغ کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے، عظیم عالمگیر روحانی انقلاب برپا کرنے کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ اس کے بغیر آپ کو یہ اہلیت نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔

لیکن جب میں گھروں پر نظر ڈالتا ہوں تو بہت سے گھروں کے حالات دیکھ کر دل دہل جاتا ہے کہ ہم نے تو ابھی اس سفر کا بعض جگہ آغاز بھی نہیں کیا۔ بہت سے احمدی گھر ہیں جہاں تعلقات بھیانک صورت میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں باپ بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ بیوی خاوند کے حقوق ادا نہیں کرتی۔ بچے ماں باپ کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ ان کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ روزمرہ کی زندگی میں آپس میں گفتگو کیسے کی جاتی ہے۔ تحکمات یا اعتراضات یا بد خلقی کا شکار ہو کر وہ خاندان جہنم کا نمونہ بن جاتے ہیں اور پھر آگے اولادیں اتنا دور ہٹ جاتی ہیں کہ بعض دفعہ انسان ان کے حالات پر غور کر کے حیران کیا رہ جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حیرانی اس کے لئے کافی نہیں بعض خط میں پڑھتا ہوں تو جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ ایک بیٹی لکھتی ہے ماں سے متعلق۔ ایسی بد خلق عورت ہے اور تمام عمر اس نے میرے باپ کو ایسے ایسے دکھ دئے ہیں کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی مگر آپ جتنی نصیحت کریں میرے دل سے اس ماں کے لئے دعا نہیں نکل سکتی۔ اور ایک لڑکی اپنے باپ کے متعلق لکھتی ہے کہ ایسے ظلم کئے ہیں اس نے ماں پر اور پھر ان کے حوالے سے ہم سب پر اور یہاں تک کہ گندی گالیاں دینا تکیہ کلام بن گیا ہے۔ اور ہمارے حوالے سے ہمارے سامنے کہتا ہے کہ یہ میری اولاد نہیں ہے۔ جہاں یہ حالات ہوں وہاں عالمگیر انقلاب کا تصور محض ایک جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے، اس کا کوئی بھی حقیقت سے تعلق نہیں۔ پس وہ خشک شاخیں ہیں جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے درخت وجود کی سرسبز شاخوں میں کچھ ایسی بھی ہیں جو خشک ہو چکی ہیں۔ فرمایا وہ کاٹی جائیں گی کیونکہ اس درخت نے تو ضرور سرسبز و شاداب رہنا ہے۔ اس کا تو مقدر ہے کہ اس کی شاخیں تمام دنیا پر پھیل جائیں، تمام عالم پر محیط ہو جائیں، اور روحانی پرندے اس میں گھونسلے بنائیں اور اس کی شاخوں میں آرام پائیں اور اس کے پھل پھول سے رزق حاصل کریں۔ لیکن ایسی بھی ہیں جو خشک شاخوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم میرے وجود سے کاٹی جاؤ گی اور جہنم تمہارا ٹھکانا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ خشک شاخوں کے لئے آگ کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہیں ہوا کرتا۔ ان کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا پس اس پہلو پر نظر پڑتی ہے تو دل دہل جاتا ہے۔

یہ میں جانتا ہوں اور کامل یقین ہے کہ جماعت کی بھاری اکثریت ان بدبختیوں سے آزاد ہے اور مبرا ہے لیکن بہت سے بیج ایسے داخل ہیں اور جماعت کی طرف منسوب ہو رہے ہیں اور اپنے ماحول میں اپنی معفونت پھیلا رہے ہیں اور ان کے بد نمونے باہر نکلتے ہیں اور جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سب کو سنبھالنا ہمارا فرض ہے۔ محض اس لئے نہیں کہ وہ جماعت کے لئے بدنامی کا موجب ہیں بلکہ اس لئے کہ ہمدردی کے وہ بھی تو مستحق ہیں۔ ہم کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آگ میں جلنے والی لکڑیاں ہیں ان کو جلنے دو۔ اگر یہ طرز عمل درست ہوتی، اگر یہی رجحان حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان ہوتا تو تمام دنیا آگ میں جل جاتی۔ ایک ایک کے لئے آپ کا دل نرم ہوا اور پگھلا، ایک ایک کے لئے آپ کی رحمت پانی بن کے برسی اور جہاں گئے وہ تلخیوں کی آگ بجھاتے رہے بلکہ آپ کی دعائیں آج کی تلخیوں کی آگ بجھانے میں مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ آپ ہی کا فیض ہے جو احمدیت بن کے ابھرا ہے اور آپ ہی کی رحمت اور دعاؤں کی بارشیں ہیں جو احمدیت پر برس رہی ہیں اور ہمیں دھو رہی ہیں اور ہمیں پاک کر رہی ہیں۔ پس اس پہلو سے ان لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ بے انتہا ضروری ہے۔ تمام دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اخلاق کے مضمون کو سن کر یہ نہ سمجھیں کہ ہر انسان خود بخود سنے گا اور اس کے اندر پاک تبدیلی پیدا ہوجائے گی بلکہ بعض اخلاقی قدریں ایسی ہیں جن کی نظام جماعت کو بہرحال حفاظت کرنی ہوگی اور روزمرہ کی زندگی میں کسی احمدی کا کوئی ایسا فعل جو اس کے خاندان کو جہنم میں دھکیلنے والا ہو اس کو دیکھ کر جانتے بوجھتے ہوئے آپ برداشت کر جائیں اور آرام کی نیند سو جائیں، اگر ایسا ہو تو پھر آپ کے ایمان میں کوئی فرق ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ نے سنت کا مضمون ہی نہیں سمجھا، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق کا مفہوم ہی آپ پر روشن نہیں ہوا۔

> **نیک ہمسائیگی ایک بہت ہی بڑا خلق ہے اور اس کے اختیار کرنے سے انسان کئی قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے اور کئی قسم کی نعمتوں کو پالیتا ہے**

اس تعلق کے حوالے سے اور اس بنیادی اصول کے پیش نظر جو میں نے آپ کے سامنے کھول کر رکھا ہے کہ عبادت کو سچا کر دیں۔ عبادت میں اخلاص اور پیار کے رنگ بھر دیں جو خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق کی صورت میں منتج ہو پھر بنی نوع انسان کی طرف دلیا سفر کریں جیسا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے "دنیٰ فتدلیٰ" کی صورت میں کیا۔ خدا کے قریب ہوئے۔ پھر زمین پر جھک گئے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ان کی بدیاں دور کرنے میں اپنی دعائیں صرف کر دیں، اپنے پاک نمونے صرف فرما دیئے اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ عظیم انقلاب مکہ اور مدینہ میں برپا ہوا جس نے آئندہ آنے والی دنیا کو تبدیل کرنا تھا۔ وہ ایک ایسی ساعت تھی جس کے بطن سے ایک اور ساعت نے پیدا ہونا تھا اور یہ آخرین کا زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رونما ہونے والا انقلاب از سر نو رونما ہو رہا ہے اور ہو کر رہے گا کوئی اس کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ مگر وہ بدنصیب جو اس انقلاب کی راہ میں روک بنتے ہیں اپنے کہلا کر راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں اور اپنی بد اخلاقیوں کی وجہ سے اپنے لئے جہنم لیتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی جہنم میں دھکیلتے ہیں ان کی اصلاح لازماً محض دور کی نصیحت سے نہیں بلکہ قریب کی نگرانی سے بھی کرنی ہوگی۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ہر جگہ یہ چاہیئے کہ وہ اصلاحی کمیٹیاں جو اس کام کے لئے میں نے

مقرر کی ہیں ان کو کہہ کر ایسے بد اخلاق گھروں کی نگرانی کا انتظام کریں اور انہیں بار بار نصیحت سے سمجھانے کی کوشش کریں تاکہ ہر گھر میں وہ جنت پناہ لے لے (یعنی جنت پناہ لینے سے مراد میری یہ ہے کہ محمد رسول اللہؐ کی سنت میں ہی جنت پناہ لیتی ہے اور اس کے سائے میں اگر جنت پلتی اور نشوونما پاتی ہے ورنہ ہم جنت کی پناہ میں آتے ہیں) تو یہ عمداً اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ جنت پناہ لے لے محمد رسول اللہ کی سنت میں۔ اور اس جنت کا سایہ پھر پھیلتا چلا جائے گا اگر وہ سنت نبوی کی جنت ہے۔ یہ وہ ضروری پیغام ہے جس کے متعلق عمل میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ بسا اوقات نظام جماعت تک آواز پہنچتی ہے اور کچھ دیر کے لئے گرم جوشی کا نمونہ دکھاتے ہیں پھر مدھم پڑ جاتے ہیں مگر اخلاقی جہاد ایک بہت ہی بڑا اور اہم جہاد ہے اور اسلام کے عالمگیر جہاد کا ایک لازمی حصہ ہے۔ اس لئے حتی المقدور کوشش کریں کہ ایسے لوگ بچائے جائیں اور اگر بچائے نہیں جا سکتے، پوری کوشش کے باوجود ان کو بچانا آپ کے بس میں نہیں یا آپ کی کوششیں مقبول نہیں ہوتیں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر انہیں بچانے کا فیصلہ نہیں کرتی تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حکم کو یاد رکھیں کہ یہ شاخیں ہیں جو کاٹی جائیں گی پھر ان کو ساتھ لے کر آگے نہ چلیں۔ پھر بہتر یہ ہے کہ ہلکے بدن کے ساتھ تیز تر سفر اختیار کریں اور ان شاخوں کو جن کو بچانے کی ہر ممکن کوشش آپ نے کی۔ ان کو کاٹ کر الگ پھینک دیں اور اس سے تعلق کارروائی میں پہلے صبر کی ضرورت ہے۔ کچھ عرصہ مسلسل صبر کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ، نفرت اور خشونت کے ساتھ نہیں، نرمی اور پیار کے ساتھ ان کو نصیحت کرتے چلے جائیں، ان کے حالات درست کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو جائے اگر ایسا نہ ہو تو پھر ان کو کاٹ کر الگ پھینکنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ماؤف حصہ ہے جماعت کا۔ جس کا ساتھ رہنا دوسرے حصوں کے لئے بھی نقصان کا موجب بن سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کس قسم کے معاشرہ کو جنم دیا، کس قسم کے معاشرہ کی پرورش کی اور اس کی تعمیر فرمائی۔ چھوٹی چھوٹی بعض نصیحتوں میں اس کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق ابوذرؓ بیان کرتے ہیں:

قال قال رسول اللہؐ یا نساء المسلمات لا تحقرن لجارتها
جارة لو فرسن شاة

مراد یہ ہے کہ کوئی عورت اپنی ہمسائی کو حقیر نہ جانے ولو فرسن شاة خواہ ایک بکری کے پائے کے ذریعہ ہی اس کے ساتھ تعلقات قائم کرے۔

اب یہ بہت ہی پاکیزہ نصیحت ہے اور بہت ہی اعلیٰ فصاحت وبلاغت کا ایک مرقع ہے۔ ہمسائی کو حقیر نہ جانے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ہمسائی کو تحفہ دینا اس کی عزت افزائی ہے۔ اگر تم ہمسائی کو تحفہ نہیں دیتیں تو گویا تمہارے نزدیک اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور عموماً انسان میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اپنے برابر کو تحفے دیتا ہے یا اپنے سے بالا کو تحفے دیتا ہے اور اپنے سے چھوٹوں کو بھول جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ GROSS ROOT ہے یعنی گھاس کی جڑوں کی سطح سے شروع ہو کر درختوں کی چوٹیوں تک اسی طرح چلتا ہے اور انسان اپنے تعلقات میں جو تحفے تقسیم کرتا ہے اور تحفے وصول کرتا ہے وہ عموماً برابری کے دائرے میں گھومتے ہیں یا بلند تر لوگوں کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس کے خلاف بہت ہی اہم نصیحت فرمائی۔ فرمایا کہ جب تم خدا کی خاطر کچھ خرچ کیا کرو تو یاد رکھنا کہ یہ تمہارے اندر ہی گھومنے پھرنے والی چیزیں نہ ہوں یہ نیچے بھی اتریں۔ خدا کی خاطر کرتے ہو تو خدا کے سب بندوں کا خیال رکھنا ہو گا۔ اگر خدا کے سب بندوں کا خیال نہیں رکھو گے تو تمہاری یہ نیکیاں جو بظاہر ہمسایوں سے تعلقات کی نیکیاں ہیں یا دوستوں کو تحائف پیش کرنا ہے یہ تمہارے سامنے ننگی ہو جائیں گی یہ تمہارے نفس کی خاطر ہونگی، خدا کی خاطر نہیں ہونگی۔

جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝۹ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝۱۰

(سورہ الدھر ۹، ۱۰)

کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر کھلاتے ہیں ان کے اندر دو صفات نمایاں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ "علیٰ حبہ" اللہ کی محبت کی وجہ سے کھلاتے ہیں دوسرے یہ کہ "علیٰ حبہ" جبکہ رزق سے خود محبت ہو اور انسان خود بھوکا ہو اور خود ضرورت مند ہو اس کے باوجود وہ خرچ کرتے ہیں اور یہ دونوں معنے دراصل آپس میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انسان ایثار اسی وقت کرتا ہے جب وہ کسی محبت کی وجہ سے کر رہا ہو ورنہ ایثار کے کوئی معنی نہیں۔ ایثار کا تصور ہی جھوٹا ہے بغیر محبت کے۔ ماں بچے کے لئے ایثار کرتی ہے اس لئے کہ محبت ہے۔ محبوب کی خاطر عاشق ایثار کرتا ہے اس لئے کہ محبت ہے۔ تو ایثار کا لفظ ایسا ہے جس کا اٹوٹ رشتہ محبت کے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے "علیٰ حبہ" فرما کر ایک حیرت انگیز مضمون بیان فرمایا اس قدر غریبانہ حالت ہے تمہاری کہ کھانے سے محبت ہو گئی ہے اور اس کے باوجود تم خرچ کرتے ہو تو کیسے کر سکتے ہو "علیٰ حبہ" اللہ کی محبت کے نتیجہ میں۔ ایک محبت دوسری محبت پر غلبہ پا لیتی ہے اور خدا کی محبت کی خاطر تم ایک مادی چیز کی محبت کو نظر انداز کر کے دھتکار دیتے ہو اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب وہ لوگ تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں تو تم اچانک اس سے تکلیف محسوس کرتے ہو، تم سمجھتے ہو کہ یہ تمہارا شکریہ ادا کر کے تمہاری نیکی کو ضائع کر رہے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ شکریوں کے ہم مستحق بھی تو نہیں ہیں۔ ہم نے جس کی خاطر، جس منہ کی خاطر یہ نیکی کی تھی اس سے اپنی جزاء پالی۔ اس محبت کے بدلے میں ہمیں محبت نصیب ہو گئی۔ اب یہ کیا شکریہ ادا کر رہا ہے یہ تو بے محل ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے "انما نطعمکم لوجہ اللہ" ان کی آواز یہ ہوتی ہے کہ ہم تو اللہ کے چہرے کی خاطر، اللہ کی رضا کی خاطر، اسی کا پیار لینے کے لئے تم پر خرچ کر رہے ہیں۔ "لا نرید منکم جزاء ولا شکورا" تمہارا ہمارا شکریہ ادا کرنا اور اس کے بدلے جزاء دینے کی سوچنا بالکل بے تعلق بات ہے۔ جس کی خاطر ہم نے کیا اس سے ہم نے جزاء پالی۔

یہ مضمون بہت ہی گہرا ہے کیونکہ اس سے آگے پھر ایک اور رستہ کھلتا ہے وہ یہ کہ جب بھی بنی نوع انسان کی آپ خدمت کریں اور باوجود اس کے کہ خود ضرورت مند ہیں پھر بھی خدمت کریں اور اللہ کی خاطر، اسی کی محبت میں خدمت کریں اور اس کو یہ بتا دیں کہ ہم تمہارے محسن نہیں، اللہ ہمارا محسن بھی ہے اور تمہارا محسن بھی ہے۔ "لا نرید منکم جزاء ولا شکورا" میں

یہ دوسرا پیغام بھی ہے کہ جس کی خاطر ہم نے کیا تھا اس کا تمہیں احسان پہنچ رہا ہے ہمارا تو نہیں پہنچ رہا۔ ان کا تعلق خدا سے قائم کروانے کے لئے ایک بہت ہی عظیم مضمون ہے۔ جس کو یہ سمجھ آجائے کہ یہ احسان کرنے والا خود کر ہی نہیں رہا یہ تو اس کی خاطر کر رہا ہے جس نے اس کو کہا ہے، اس کی توجہ اس طرف پھر جائے گی۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی نوکر فقیر کی جھولی میں کچھ ڈال دے اور وہ اس کی بلائیں لے، اس کو دعائیں دے اور وہ کہے کہ نہ نہ ایسا نہ کرو، گھر کی بی بی نے مجھے کہا تھا۔ میں اپنی طرف سے تو نہیں کر رہا میرے مالک نے مجھے یہ تعلیم دی ہے اور حکم دیا ہے کہ جب کوئی غریب آیا کرے اس کو یہ سب کچھ دیا کرو تو اچانک اس کے تعلق کا رخ اس نوکر سے مالک کی طرف پھر جائے گا اور یہی وہ مضمون ہے جو قرآن کریم کی آیت ہمیں سکھا رہی ہے اس سے عالمگیریت جو ہے اس کا تعلق خدا تعالیٰ کے رب العالمین سے بندھ جاتا ہے اور تربیت کے بہت ہی لطیف مضامین ہمارے ہاتھ آتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ

جو نعمتیں ظلم کے نتیجہ میں حاصل ہوں وہ لعنتی نعمتیں ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں کوئی حقیقت نہیں

آلہ وسلم نے بھی ایسی ہی تعلیم دی اور یہ جو کچھ ہوا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفان قرآن کے نتیجے میں جو پاکیزہ بہت ہی پیاری نصیحتوں کے طور پر ہمیں حدیثیں عطا ہوئی ہیں ان کے ذریعہ یہ انقلاب برپا ہوتا ہے محض قرآن کا مطالعہ ایک انسان کے لئے کافی نہیں جب تک ایک عارف باللہ کی نظر سے قرآن کا مطالعہ نہ کرے اور قرآن کا عرفان سب سے بڑھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا۔ اس لئے حدیثوں سے بھی سچا فیض ہم بھی پا سکتے ہیں اگر قرآن کے مضامین سے ان حدیثوں کو جوڑ کر دیکھیں پھر ایک نیا مضمون ابھر آئے گا۔ ایک نیا معانی کا جہاں آپ کو دکھائی دینے لگے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک بکری کے پائے کے ذریعے ہی سہی۔ اسے حقیر نہ سمجھے اور بکری کا پایہ ایک حقیر سی چیز ہے۔ پاؤں جو زمین پر لگتے ہیں، گند میں ملوث رہتے ہیں۔ وہ انسانی جسم کا بظاہر سب سے حقیر حصہ ہیں تو فرمایا بکری کے پائے سے نیچے اور کیا چیز ہوگی جو تم کھا سکتے ہو۔ اور جو کچھ بھی بکری میں سے تم کھاتے ہو وہ پاؤں سے برتر ہے اوپر کی چیزیں ہیں۔ تو پایہ ہی سہی، ایک پایہ ہی بھیج دو۔ پائے سے ذلیل تر تو نہ سمجھو۔ یعنی دوسرے لفظوں میں یہ نصیحت فرمادی، ایک قسم کا انگیخت کیا ہے اس کی غیرت کو اس خدمت خلق کے جذبے کو، کہ اپنی پڑوسن کو ایک پایہ بھی تم نہیں دے سکتیں۔ مراد یہ نہیں کہ پائے پر ہی اکتفا کرو۔ "ولو" کا مضمون بتا رہا ہے کہ چلو اور کچھ نہ سہی اتنا تو کرو اگر یہ بھی نہیں کرو گے تو پھر تمہارے اندر کوئی انسانیت باقی نہیں رہے گی۔ پس یہ وہ تعلیم ہے جسے ہمیں عام کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ کے نتیجے میں وہ تعلقات جو گھروں میں درست ہوگئے۔ باپ بیٹی کے، ماں بیٹے کے، خاوند کے اپنی بیوی سے بیوی کے خاوند سے، سارے گھر کے رشتے داروں کے۔ وہ فیض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کا گھروں کو پہنچتا ہے وہ وہاں محدود نہیں رہ سکتا۔ رحمۃ للعالمین ہیں۔ یہ فیض پھر ان گھروں کی چاردیواری سے نکل کر اور اچھل کر ساتھ کے گھروں میں داخل ہونا

چاہیئے۔

اور ہمسائیگی کے حقوق کا مضمون بہت ہی اہم ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی نصیحت کی تھی کہ یورپ میں بھی اگر آپ نے تبلیغ کرنی ہے تو ہمسائیگی کے حقوق کے ذریعہ یہ سفر شروع کریں اور وہ مضمون یاد رکھیں کہ محض ہمسایوں کو بار بار سلام کرنا اور باتیں کرنے کے لئے ٹھہر الینا یہ فائدہ نہیں دے گا بلکہ الٹا نقصان پہنچائے گا۔ یہی نصیحت ہے جو کام آسکتی ہے کئی دفعہ انسان سامنے نہ آئے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ ایک تحفہ بھیج دے اور پھر تحفہ بھیج دے یہاں تک کہ لینے والے کے دل میں کرید ہو کہ یہ ہے کون جو مجھ سے بار بار اس طرح کا احسان کا سلوک کر رہا ہے۔ آپ اس کی تلاش کو نہیں نکلیں گے وہ آپ کی تلاش کو نکلے گا۔ اور اس طرح یہ جو ظاہری نعمت ہے یہ ایک باطنی نعمت میں تبدیل ہونے لگ جائے گی۔ آپ محض ظاہری تحائف ہی نہیں دیں گے بلکہ روحانی تحائف کے لئے اس کے دل کو قبولیت کے لئے آمادہ کردیں گے۔ پس نیک ہمسائیگی ایک بہت ہی بڑا خلق ہے اور اس کو اختیار کرنے سے انسان کئی قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے اور کئی قسم کی نعمتوں کو پالیتا ہے۔

جتنا آپ کو عبادت کا مفہوم سمجھ آئے گا، جتنا آپ عبادت کا حق ادا کریں گے اس کے ساتھ ساتھ ہی بنی نوع انسان سے تعلقات کی شاخ بھی نشوونما پاتی چلی جائے گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (یہ بھی بخاری شریف سے حدیث لی گئی ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے یعنی سچا مومن ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اپنے مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلائی اور نیکی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

یہ تین نصیحتیں آپ نے اللہ اور آخرت کے حوالے سے کی ہیں۔ بیچ کی باتیں بیان نہیں فرمائیں۔ جو ارکان اسلام پر ایمان رکھتا ہے۔ جو رسولوں پر ایمان رکھتا ہے۔ جو کتابوں پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ ساری باتیں چھوڑ دی ہیں۔ آغاز بیان فرمایا ہے اور انجام بیان فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سے آغاز کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ ہی سب نعمتوں کا دینے والا ہے اور اللہ ہی سے انسان کو ہر عطا نصیب ہوتی ہے۔ خواہ اس کی آنکھیں ہوں، ناک، کان ہوں، صحت ہو، جو کچھ بھی اس کو میسر ہے یا اس کا رزق ہو یا اور کئی قسم کی نعمتیں جو اسے آئے دن خدا کی طرف سے میسر ہوتی ہیں اور وہ ان کو دیکھتا بھی نہیں اور سوچتا بھی نہیں اس کو پتہ بھی نہیں کہ وہ بعض نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ تو فرمایا جو اللہ پر یقین رکھتا ہے یعنی اللہ کے ابتدائے آفرینش سے انسان کی خاطر جو احسانات شروع ہوتے ہیں ان پر نگاہ رکھتا ہے اور پھر یوم آخرت پر جو انجام ہے ان دونوں کے درمیان ایک رشتہ ہے جس کی طرف بطور تنبیہ اشارہ فرمایا گیا ہے اللہ نے جو کچھ عطا کیا اگر اس کے بعد انسان مرکھپ کر مٹی ہو جائے تو بے شک اس سے بے پروائی کرتا پھرے اس کو کوئی بھی فکر نہیں ہو سکتی۔ ایک انسان پر آپ جتنا بھی احسان کرلیں اگر بالآخر اس نے آپ کے سامنے پیش نہیں ہونا تو وہ بے شک احسان فراموشیاں کرے اس کو کیا

فرق پڑتا ہے۔ تو یہ وجہ ہے کہ آخرت کا مضمون ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے نعمتوں سے تم غافل ہو جاؤ گے اور شاید سمجھو کہ کیا فرق پڑتا ہے لیکن اگر کوئی شخص خدا کی نعمتوں پر کبھی نظر رکھتا ہو اور آخرت کے دن پر بھی نظر رکھتا ہو یا یوں کہہ دیں کہ اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور آخرت کے دن پر نظر رکھتا ہو تو اللہ کی نعمتوں سے غافل ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کو یہ پتہ ہے کہ یہ دینے والا حساب لینے والا بھی ہے۔ جو کچھ اس نے عطا کیا ہے ایک ایک چیز کا حساب لے گا۔ جیسا کہ غالب نے کہا ہے ؎

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب
خون جگر ودیعت مژگان یار تھا

کہ میرے دل کا جو خون ہے جگر کا جو خون ہوا ہے، میرے محبوب کی پلکوں کی چبھن سے ایک ایک قطرہ کر کے رسا ہے اس میں سے اور چونکہ میرے محبوب کی ودیعت ہے اس لئے ایک ایک قطرے کا حساب دینا پڑا۔ یہ تو محض شاعری ہے مگر اگر حقیقت ہے تو وہ حقیقت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں۔ خدا کی نعمتوں کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہو گا اور وہ حساب اس رنگ میں نہیں ہو گا کہ تم نے مجھے کیا دیا۔ اس رنگ میں ہو گا کہ میرے بندوں کو تم نے کیا

بنی نوع انسان کے ساتھ روابط بڑھانے میں عبادت کو اور پُر خلوص عبادت کو بہت گہرا دخل ہے۔

دیا۔ جو کچھ حاصل کیا اس سے غیروں کو کیا فیض پہنچایا۔ پس اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرما رہے ہیں کہ جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ یعنی وہ سچا مومن اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ یعنی پڑوسی کی تکلیف کے معاملے میں بھی تمہارا مواخذہ ہو گا۔ اور کئی شکایتیں ملتی ہیں میں حیران رہ جاتا ہوں۔ ایک شخص نے مجھے دعا کے لئے لکھا کہ بڑا سخت پریشان ہوں پڑوسی سے متعلق۔ تو میں ڈر گیا میں نے کہا پتہ نہیں کون سی آفت آئی ہے۔ میں نے وہاں لکھا نظارتوں کو کہ فوری طور پر تحقیق کریں کہ کیا شر ہے جو اس کو پہنچ رہا ہے، اتنا بڑا فساد کیوں برپا ہو گیا۔ تو پتہ یہ لگا کہ پڑوسی کے درخت کی کچھ شاخیں اس کے گھر میں آرہی ہیں اور وہاں ان کے پتے جھڑ کے گند پڑتا ہے یا اس کی وجہ سے اور کچھ ان کے گھر کو شاید دھوپ میں کمی آجاتی ہے اور پڑوسی کہتا ہے کہ خبردار جو ان کو ہاتھ لگایا۔ اب یہ کوئی انسانیت ہے۔ میں اتنا شرمندہ ہوا پڑھ کے۔ میں نے خواہ مخواہ امور عامہ اور نظارت اصلاح و ارشاد کو ہلا کے رکھ دیا کہ آپ کو پتہ ہی نہیں ربوہ میں کیا ہو رہا ہے۔ جا کے دیکھیں تو سہی کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں۔ جواب آیا تو یہ آیا۔ اوّل تو اس کو اتنی تکلیف کیوں ہے۔ اگر وہ شاخیں پڑتی ہیں تو صفائی کر لیا کرے۔ اگر بد اخلاق پڑوسی ہے تو اپنے اخلاق سے اس کا دل جیت لے لیکن اگر یہ نہیں تو پڑوسی کو بھی سوچنا چاہئے۔ وہ درخت تو فیض ہے۔ اللہ کا فیض ہے اس شاخوں سے اس کو چھاؤں ملتی ہے۔ اس کے گھر کو ایک نعمت میسر ہے۔ اگر یہ ہمسائے کے لئے وہ نعمت نہیں بنتی اور ہمسائے کو چڑانے کا موجب ہے تو کاٹ دیں ان شاخوں کو۔ آپ دنیا کے معمولی آرام یا دنیا کی رعونت کی خاطر کہ میں اونچا نکلا ہوں میں نے ہمسائے کو نیچا کر دکھایا، خدا کو ناراض کر رہے ہیں اور یہ آخرت کو بھول رہے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے تعلقات جو تلخیوں میں بدلتے ہیں بعض دفعہ ان کے نتیجے میں بڑے بھیانک نتیجے نکلتے ہیں۔ بعض بچے ہیں جو اپنے ماں باپ کو ہمسائے کے مقابل پر کمزور دیکھ کر بڑے سخت بد ارادے دلوں میں باندھتے ہیں۔ ان کی نیتیں غالب ہو جاتی ہیں، وہ بد خلق بن کر اٹھتے ہیں اور ارادے رکھتے ہیں کہ جب ہم بڑے ہوں گے تو ہم اس طرح ان لوگوں سے بدلے لیں گے۔ تو ان باتوں کو چھوٹا نہ سمجھیں۔ یہ ہمسائیگی کی بد اخلاقیاں آپ کی نسلوں کو تباہ کرتی ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ دیکھو ہمسائے کو تکلیف نہ دینا تم پکڑے جاؤ گے۔ قیامت کے دن یہ باتیں بھلائی نہیں جائیں گی بلکہ تمہارے حساب، تمہارے کھاتوں میں لکھی ہوئی دکھائی دیں گی۔

پھر فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے، اپنے مہمان کا احترام کرے۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ مہمان کا احترام آپ سمجھتے ہیں کہ خود بخود ظاہر ہونے والا خلق ہے۔ اس میں نصیحت کی کیا ضرورت تھی۔ جو مہمان نواز ہیں وہ مہمان نوازی کرتے ہیں، جو مہمان نواز نہیں وہ نہیں کرتے۔ لیکن اکثر انسانوں میں مہمان نوازی پائی جاتی ہے۔ جس مہمان نوازی کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات فرما رہے ہیں وہ یہ عام مہمان نوازی نہیں، اس کا بھی تعلق اسی آیت سے ہے۔ "ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا" وہ

بعض اخلاقی قدریں ایسی ہیں جن کی نظام جماعت کو بہر حال حفاظت کرنی ہوگی

اللہ کی محبت کی خاطر گھروں میں تنگی ہونے کے باوجود اپنے مہمان نوازوں سے عزت افزائی سے پیش آتے ہیں اور مسکینوں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور اسیروں سے بھی۔ تو قرآن کریم نے یہ تمام مضامین کھول دیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک معزز مہمان آپ کے پاس آیا ہے اور آپ مہمان نوازی کر رہے ہیں تو اس آیت کے اثر سے وہ باہر ہے۔ اس کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں کیونکہ یہ شروع ہوتی ہے مسکین کے ذکر سے یتیم کے ذکر سے اور قیدی تو آپ کے پاس نہیں آسکتا۔ آپ قیدی کے پاس پہنچ سکتے ہیں اگر قیدی کے پاس کچھ کھانا لے کر جاتے ہیں، کچھ نعمت لے کر اس کے پاس پہنچتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ یہاں کی گندی خوراک کھا کھا کر تم تنگ آگئے ہو گے تو کچھ اس میں سے بھی چکھو اور خدا کی خاطر ایسا کر رہے ہیں ورنہ ہم تو تمہیں جانتے بھی نہیں، شکریہ بھی ادا نہ کر لے دیں اس کو۔ تو یہ وہ مہمان نوازی ہے جو اس آیت کے تابع ہو گی۔ پھر آپ ایک یتیم کی پرورش کرتے ہیں، اس پر نظر ڈالتے ہیں، باپ کے پیار سے جو محروم ہے اس کو کئی قسم کے دکھ ہوتے ہیں جو جب تک آپ توجہ سے نہیں دیکھیں گے آپ کو دکھائی نہیں دے سکتے۔ یہ آپ کے سامنے پیش ہی نہیں ہوں گے۔ تو یتیموں کی پرورش کرنا ان کی خاطر کرنا یہ بھی بہت ہی بڑا خلق ہے اور پھر وہ مہمان جو عام سادہ سا غریب سا مہمان ہے آپ کے گھر چلا آیا ہے۔ وہاں آپ کے خلق کا امتحان ہوتا ہے اگر اسے آپ نیچی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں لو جی فلاں صاحب آگئے ہیں اس کو روٹی ڈالو اس قصے کو ختم کرو تو یہ بد خلقی گناہ بن جائے گی۔ ظاہری طور پر جو مہمان نوازی ہے یہ مہمان نوازی نہیں ہو گی بلکہ آپ کے گناہوں کے کھاتے میں یہ عمل لکھا جائے گا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس مہمان نوازی کی بات فرما رہے ہیں وہ ایسا خلق عظیم ہے جس کا انسان کے تعلقات کے دائرے سے تعلق نہیں، اس کا خدا کے بندوں کے تعلقات کے دائرے سے تعلق ہے۔ اللہ کے تعلقات عالم پر جہاں محیط ہیں وہاں آپ کے تعلقات بھی محیط ہونے لگتے ہیں، وہاں تک پھیلتے ہیں جہاں تک ان تعلقات کو رسائی ہوتی ہے۔ وہ رنگ اختیار کر جاتے ہیں تو پھر یہ مضمون جو اس آیت نے بیان فرمایا ہے وہ آپ کی ذات پر اطلاق پانے لگتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو ایک بہت ہی پیاری روایت کے طور پر بیان فرمایا۔ ایک موقعہ پر ایک صحابی صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے رات کیا حرکت کی تھی۔ کیا بات تھی کہ اللہ تعالیٰ تو

وہ بات آسمان پر بہت ہی پسند آئی اور خدا تعالیٰ نے اس کے نتیجہ میں مجھ پر ایک آیت نازل فرمائی اور وہ آیت یہ تھی۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ (الحشر: ۱۰)

وہ اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود غربت کا شکار ہوں اور خواہ تنگی میں مبتلا ہوں۔ یہ وہی مضمون ہے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝

دوسرے رنگ میں یوں فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جو خود تنگی میں مبتلا ہونے کے باوجود دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ صحابی یہ بات سن کر حیران رہ گئے کیونکہ ان کے گھر واقعۃً رات ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا۔ اس سے پہلی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں کوئی مہمان آئے اور اس زمانہ میں غربت کا دور تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ اپنے گھر میں کچھ بھی نہ پاتے جس سے خدمت کرسکیں تو تقسیم کردیا کرتے تھے مہمانوں کو اور مسجد میں اعلان فرما دیا کرتے تھے کہ یہ مہمان آیا ہے کون ہے جو اسے اپنے گھر لے جائے۔ وہ معلوم ہوتا ہے کوئی خاص ہی تنگی کے دن ہوں گے اور آواز کوئی نہ آئی۔ ایک صحابی اُٹھے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے دے دیں۔ اس مہمان کو لے کر گھر چلے گئے اور جانتے تھے کہ گھر میں اتنا سا کھانا ہے کہ میاں بیوی کو بھی پورا نہیں آسکتا بمشکل بچوں کو دے کر ان کو سلایا جاسکتا ہے۔ یہ تردد تھا اور یہ تردد اور وں کے دل میں بھی ہوگا لیکن اللہ نے ان کو ایک ترکیب سکھا دی اور وہ ترکیب یہ تھی کہ جا کے بیوی کو کہا کہ مہمان آیا ہے، اللہ کا مہمان ہے، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ نعمت ہمیں عطا کی ہے۔ اس کا خیال رکھنا مگر کھانا بہت تھوڑا ہے۔ اس لئے مجھے یہ ترکیب آئی ہے کہ تم بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔ جب بچے سو جائیں تو پھر تم مجھے آواز دینا کہ کھانا لگ گیا ہے۔ جب میں مہمان کو لے کے آؤں گا تو غلطی سے جیسے بتی لگ جاتی ہے دیئے کی لو کو اس طرح دیئے کو بجھا دینا یعنی یاد مار کر دیا بجھا دیں گے تاکہ مہمان کو پتہ نہ لگے کہ کتنا کھانا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ پھر مہمان کھائے گا اور میں اور تم خالی مچاکے لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مہمان کھانا کھاتا رہا اور یہ خالی منہ سے آوازیں نکالتے رہے کہ بڑا ہی مزہ آرہا ہے۔ ایک روایت میں ہے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ بیان فرمایا تھا اس کے الفاظ یاد نہیں لیکن مضمون یہ تھا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا وہ کیا بات تھی کہ تم زمین پر مچاکے لے رہے تھے اور آسمان پر خدا مچاکے لے رہا تھا۔ خدا اس کا لطف اُٹھا رہا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہمان کو پتہ ہی نہیں تھا۔ کسی نے محمد رسول اللہؐ کو خبر نہیں دی تھی لیکن صبح جب نماز پہ وہ نمازی حاضر ہوئے تو خدا نے الہاماً آپ کو بتا دیا تھا اور وہ آیت ہمیشہ کے لئے اس زندہ و پائندہ واقعہ کی حفاظت کے لئے قرآن میں محفوظ فرما دی گئی۔ یہ ہے مہمان نوازی۔ "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا" ان کو اپنے مہمانوں سے ذاتی تعلقات ان کی مہمان نوازی پر آمادہ نہیں کرتے۔ اللہ کی محبت ہے اور وہ یہ دیکھتے نہیں کہ یہ دنیا میں معزز ہے یا غیر معزز ہے۔ وہ مہمان ہے اور اللہ کا مہمان ہے۔ مہمان ہے اور محمد رسول اللہؐ کا مہمان ہے۔ وہ اسلام کا مہمان ہے اور اس کی مہمان نوازی میں اگر اس روح سے آپ خدمت کرتے ہیں تو وہ روح ہے جو اس واقعہ کے ساتھ آپ کو بھی وابستہ کرتی چلی جائے گی۔ اس واقعہ میں جس صحابی کے خُلق کی بات ہو رہی ہے اس کا نام نہیں آیا پس یہ بے نام کہانی سلسلہ در سلسلہ آگے بڑھتی چلی جائے گی اس میں بہت سے اور بھی شامل ہوتے جائیں گے جو اس قسم کے اخلاق کا نمونہ دکھائیں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر غور کریں اور فکر کریں

اخلاقی جہاد ایک بہت بڑا اور اہم جہاد ہے اور اسلام کے عالمگیر جہاد کا ایک لازمی حصہ ہے۔

اور جس پیار اور گہرے درد اور جذبے کے ساتھ آپ نے اخلاق کو سنوار فرمایا ہے، اخلاق کی اصلاح فرمائی ہے اور اخلاق کا مضمون انسان کو سمجھایا ہے اس پر غور کریں۔

جب سے دنیا بنی ہے اور میں پھر کہتا ہوں کہ جب سے دنیا بنی ہے ساری کائنات میں جتنے انبیاء یہاں آئے ان سب کے حالات پر غور کرلیں سب نبیوں نے مل کر بھی اپنی اُمت کے اخلاق کی ایسی اصلاح نہیں کی ہو گی جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ ان کی نصیحتیں اکٹھی کر کے دیکھ لیں وہ ساری ایک جھولی میں آجائیں گی اور دوسری جھولی بھر جائے گی پھر اور جھولیاں چاہئیں ہوں گی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتیں ختم نہیں ہوں گی۔ اتنی پاکیزہ اصلاح فرمائی ہے اپنی اُمت کے اخلاق کی کہ اس محنت کو رائیگاں جانے دینا بہت بڑا جرم ہے۔ یہ اس وقت کے لوگوں کے آداب کی اصلاح نہیں ہو رہی تھی یہ تہذیب اخلاق آئندہ زمانے کے انسانوں سے بھی تعلق رکھتی ہے، آج سے بھی تعلق رکھتی ہے، کل سے بھی تعلق رکھتی ہے، تو خوش نصیب ہے وہ جماعت جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دوبارہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فیض پہنچنے کے ایسے دائمی سامان ہو گئے کہ جیسے ایک اعلیٰ درجہ کا باغ ہو اس میں نہریں بہتی ہوں، اس میں زمین کے چپے چپے تک زندگی بخش پانی پہنچانے کا انتظام ہو۔ اسی طرح جماعت کا نظام آپ کو عطا ہو گیا ہے جو دنیا میں اور کسی کو میسر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خلافت عطا ہوئی ہے اور خلافت کے ساتھ یہ نظام جماعت عطا ہوا۔ اس طرح آپ کو گھر گھر بلکہ ایک کھیت کے ایک ایک چپے تک اس حسن و زندگی کے پانی کے پہنچانے کی سہولت میسر آگئی ہے۔ پس تمام جماعت کی تربیت میں نظام جماعت مستعد ہو جائے اور وہ لوگ جن تک یہ باتیں پہنچتی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اللہ کی محبت کے نتیجے میں اپنے اخلاق کو سنواریں، اپنی بیویوں کے اخلاق کو سنواریں، اپنی بہنوں کے اخلاق کو سنواریں، اپنے بچوں اور اپنی بچیوں کے اخلاق کو سنواریں۔ پھر ہمسائے کی طرف توجہ کریں لیکن حسن خلق کے ذریعے محض نصیحتوں کے ذریعہ نہیں۔ اخلاق سنوارنے کے دو ہی طریق ہیں ایک نصیحت کے ذریعہ اور ایک عمل کے ذریعہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا ہتھیار حسن عمل تھا۔ حسن عمل کے ذریعہ آپ دلوں کو فریفتہ کر لیتے پھر وہ نصیحتیں ان دلوں پر اس طرح پڑتی تھیں جیسے ایک پیاسی زمین پانی کو قبول کرتی ہے۔ جیسے دیر کی خشک سالی کے بعد خدا کی رحمت کا پہلا قطرہ برستا ہے تو بعض پیار کرنے والے اپنی زبانیں باہر نکال لیتے ہیں کہ ہماری زبان پر وہ رحمت کا قطرہ پڑے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے اگر کسی سے پیار ہو اور محبت ہو۔

پس آپ کا حسن خلق کا سفر حسن عمل سے شروع ہوگا محض زبان کی نصیحت سے نہیں۔ اپنے حسن عمل کو اتنا بلند مرتبے تک پہنچا دیں کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا قدم اخلاق کی بلند ترین چوٹیوں پر ہے کیونکہ خدا نے میری بعثت ہی ایسی جگہ فرمائی ہے

یورپ میں بھی اگر آپ نے تبلیغ کرنی ہے تو ہمسائیگی کے حقوق کے ذریعہ یہ سفر شروع کریں۔

جہاں اخلاق ختم ہوتے ہوں اور ان پر میرا قدم ہے پس آپ نے بھی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اپنے اخلاق کو سجاتا ہے اور درست کرتا ہے۔ اب جس کے اخلاق یہ رنگ پکڑ جائیں وہ کیا بنی نوع انسان کا حق مارنے کا تصور بھی کر سکتا ہے۔ یہ بدخیالی اس کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتا۔ اگر یہ بدمعاملگیاں جماعت میں موجود ہیں۔ اگر گھروں کے آپس کے تعلقات بگڑے ہوئے ہیں۔ لین دین میں لوگ ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں۔ سبز باغ دکھا کر پیسے وصول کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر کہ ہم تمہیں کینیڈا لے کر جائیں گے، لندن چھوڑ جاتے ہیں اور پیسے لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہ بدخلقیاں محمد رسول اللہ کی طرف منسوب ہونے والے میں تو پانے کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ وہ تو بالکل برعکس تصور ہے۔ اس کا کوئی دور کا بھی رشتہ نہیں۔ اسی لئے میں نے جماعت کو نصیحت کی ہے کہ جب یہ واقعات میرے تک پہنچتے ہیں تو میرا دل کھولنے لگتا ہے۔ غصہ سے نہیں، بے اختیاری اور غم کی کیفیت میں کہ کیا کروں کس طرح ان کو سمجھاؤں۔ ایسے ایسے لوگ ہیں جو میرے پاس آتے ہیں۔ السلام علیکم ہم فلاں جگہ سے آئے ہیں یہ تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور مجھے پتہ ہوتا کہ فلاں کے پیسے کھا گئے ہیں فلاں کے ساتھ ظلم کر بیٹھے ہیں جب میں ان سے کہتا ہوں کہ میں مجبور ہوں میں آپ کا تحفہ قبول نہیں کر سکتا اپنے مظلوم بھائی کا حق تو پہلے اس کو دیدیں۔ عدل پر احسان کی بنیاد ہوا کرتی ہے۔ اگر عدل پر ہی آپ کا قدم نہیں ہے تو آپ احسان کرنے کے مجاز کیسے ہو گئے۔ اس لئے اپنے جرم میں اپنی ناانصافیوں میں مجھے تو شامل نہ کریں تو پھر وہ قسمیں کھاتے ہیں کہتے ہیں اوہو ہو یہ تو بالکل جھوٹی رپورٹیں آپ کو پہنچی ہیں۔ ہم تو ایسے نہیں اور بعض دفعہ پھر اللہ تعالیٰ اس طرح ان کے ظلم سے پردہ اٹھا دیتا ہے کہ بعض ان کے قریبی رشتہ دار ان کی بیویاں بعض دفعہ آ کے رو پڑتی ہیں کہ ہمارے خاوند میں یہ بات پائی جاتی ہے خدا کے لئے اس کی اصلاح کریں۔ جو میرے سامنے قسمیں کھا کر بتاتا ہے کہ ہرگز میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی کو لالچ دے کر لندن لانے کی یا ہمبرگ لانے کی لالچ دے کر اس سے پیسے لے کر بھاگ جاؤں یا امریکہ پہنچانے کا وعدہ کروں اور رستے میں آدھے سفر میں چھوڑ کر لاپتہ ہو جاؤں۔ اس کے بعد ان کے رشتہ دار آ جاتے ہیں، ان کی بعض دفعہ بیویاں واقعۃً پہنچتی ہیں اور رو پڑتی ہیں کہ ہمارے خاوند کے لئے دعا کریں اس میں یہ بدتمیزی یا بدخلقی پائی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے پردے اٹھانے لگتا ہے اور یہ ایک بہت ہی خطرناک پیغام ہے۔ جب خدا یہاں سے پردے اٹھانے شروع کر دے تو مرنے کے بعد کے سارے پردے پھر چاک ہو جاتے ہیں۔ وہ پردے ایسے اٹھتے ہیں کہ قیامت کے دن بھی پھر یہ گریں گے نہیں بلکہ ساری بنی نوع انسان میں آپ کی رسوائی کا سامان بنیں گے۔ تو حسن خلق سیکھیں بجائے اس کے کہ لوگوں کے پیسے کھانے کے لئے چالیس چالیس اور غریبوں کو جو بعض دفعہ اپنی ساری جائیدادیں بیچ ڈالتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو آسٹریا میں چھوڑ کر برباد کیا ہوا ہے کسی کو بلغاریہ چھوڑ دیا اور اپنی چاندی کھری کی اور بھاگ گئے۔ کوئی ماسکو سے خط آ رہا ہے کوئی یہاں پہنچا ہوا ہے۔ یہاں کی حکومت اس کے پیچھے پڑی ہے کہ تم پاسپورٹ تو دکھاؤ تم آئے کس طرح ہو۔ وہ غریب کہتا ہے کہ میرا پاسپورٹ تو میرا ایجنٹ لے کر چلا گیا تھا کہ ذرا مجھے دینا میں اس پہ تمہارا ویزا لگوا دوں گا۔ اور وہ کینیڈا کا ویزا دو دن اور آج کا دن میں دھکے کھاتا پھرتا ہوں نہ مجھے ٹھہرنے کی جگہ نہ میں یہاں کے سوشل پروگرام سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔ چوروں کی طرح یہاں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو دکھاؤ اس کا نام بتاؤ اور یہ بیچارہ کہتا ہے کہ آخر احمدی ہے کہیں پھنس نہ جائے۔ میں نے اس کو کہا تم بڑے عجیب انسان ہو گنہگار رکھی ایسی پردہ پوشی کرنا جو دوسروں کے لئے بھی تکلیف کا موجب ہو اس کا انسان کو حق نہیں ہے اس کی اجازت نہیں ہے۔ تمہاری ہمدردی اپنی جگہ۔ خدا تمہیں اس کی جزا دے اتنا کچھ تم سے لٹ گیا اور ابھی تک تمہارے دل میں یہ بات مانع ہے کہ کہیں اس کو تکلیف نہ پہنچ جائے تو تم تو سچے ہو اور مومن ہو اور خدا کی رحمتیں تم پر ہوں مگر تمہیں یہ حق نہیں کہ کیونکہ ایسا شخص اگر آزاد چھوڑا جائے گا تو دوسروں کو بھی نقصان پہنچائے گا۔ ایک راہزن پر رحم کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ پس اس کے متعلق بتاؤ۔ کھل کر بتاؤ اس کا حوالہ پیش کر دیں یہ تو ایک اتفاقی واقعہ ہے۔ مگر میں یہ بتا رہا ہوں کہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ گھروں میں بدخلقی کی اطلاع ہمسایوں سے بھی بدخلقی کی اطلاع دنیا کی حرص میں لوگوں کے پیسے لوٹنا اور بڑے بڑے ان پر ظلم کرنا یہ نہ جاننا کہ پیچھے ان کی ماؤں بہنوں کا کیا حال ہے۔

آج ہی ایک ماں کا خط ملا۔ اس قدر دردناک کہ اپنے بیٹے کی صورت کو ترس گئی ہے۔ وہ فلاں ملک میں اٹکا پڑا ہے۔ کیونکہ ایک شخص اس کو فلاں جگہ پہنچانے کے لالچ میں کئی لاکھ روپے بھی کھا گیا ہے اور اس کو وہاں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ کچھ پتہ نہیں اس کا کیا حال ہے۔ تو سوائے اس کے کہ آپ کی بدنصیبی میں ماؤں کے دل کی بددعائیں بھی پہنچ جائیں اس کے سوا اور آپ کیا کما رہے ہیں۔ یہ لعنتیں ہیں دنیا کی اس کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر آپ میں حیا ہے اور آپ کو خدا کا خوف ہے اس اللہ پر ایمان لاتے ہیں جس کا محمد رسول اللہ نے حوالہ دیا ہے، اس یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں جس کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالہ دیا ہے تو چاہے گھر بار کی چیزیں بیچنی پڑیں، اپنی جائیدادیں بیچنی پڑیں ان لعنتی قرضوں کو اتاریں جو آپ کے کھاتے میں لعنت بن کر ہمیشہ پڑے رہیں گی اور بنی نوع انسان کو تکلیف دینے سے باز آ جائیں کیونکہ یہ دنیا کی نعمتیں آئندہ کسی کام کی نہیں سوائے اس کے کہ آپ کو جہنم میں لے جائیں۔ جو نعمتیں ظلم کے نتیجہ میں حاصل ہوں وہ لعنتی نعمتیں ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں کوئی حقیقت نہیں۔

پس اخلاق کے میدان میں ہمیں دو جگہ جہاد آرائی کرنی ہے۔ ایک اخلاق کو سنوارنا ہے اس طریق پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اخلاق کو سجایا جس شان سے اور جس حسن کے ساتھ نکھار کر آپ نے اخلاق کی تعریف فرمائی اور عمل کر کے دکھایا ویسے ہی آپ بھی اس مضمون کو سمجھیں اور اعلیٰ درجے کے اخلاق کو ان اخلاق کو اختیار کریں جن کی چوٹی پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے اور دوسری طرف اپنے بدخلق بھائیوں کو بچانے کی کوشش کریں ان کو جہنم سے بچائیں۔ بدخلق گھروں کو اخلاق کی نعمت دیں۔ ان کو بتائیں کہ زندگی کا لطف اخلاق میں ہے، بدخلقی میں نہیں۔ بدخلقی ہی کا دوسرا نام جہنم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عظیم جہاد پورا کرنے کی اور اس جہاد کے تمام تقاضے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواست دعا

خاکسار کے والد مکرم چٹکن انصاری صاحب آف سملیہ بہار کی صحت بہت کمزور ہے ان کی مکمل صحت یابی، عزیز نور الہدیٰ اور جملہ افراد خاندان کی دینی و دنیوی ترقیات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح سملیہ میں احمدیہ مسجد کی جلد تکمیل اور اس میں تعاون کرنے والے جملہ افراد کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ مبارک احمد سملیہ
(کارکن فضل عمر پریس قادیان)

ولادت

☆ــــ اللہ تعالیٰ نے برادرم مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ کو بتاریخ ۲۷ر مئی ۱۹۹۴ء لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ نے "منادی احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولوی سید صمصام الدین صاحب مرحوم سابق مبلغ سلسلہ کا پوتا اور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی سید اکرام الدین صاحب رضؓ کا پڑپوتا ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر بلند اقبال روشن مستقبل ہونے کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر /۵ روپے)۔

(سید انوار الدین احمد ایم اے سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سونگڑہ)

☆ــــ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بتاریخ ۲۷ر مارچ ۹۴ء کو دو بیٹیوں کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور انور نے "طاہر محمود" تجویز فرمایا ہے۔ تینوں بچے "وقف نو" میں شامل ہیں۔ عزیز کی صحت و سلامتی درازی عمر اور صالح قرۃ العین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر /۵ روپے)

(خاکسار۔ فضل عمر محمود مبلغ سلسلہ احمدیہ امروہہ)

☆ــــ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بھائی راشد حسین ابن مکرم عابد حسین خان صاحب مرحوم کو مورخہ ۲۲/۶/۹۴ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود "وقف نو" کے تحت وقف ہے۔ حضور انور نے از راہِ شفقت بچے کا نام "عطاء الکریم راشد" تجویز فرمایا ہے۔ جو مکرم منظور احمد صاحب آف حیدر آباد دکن کا نواسہ ہے۔

احباب کرام سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی درازی عمر اور ہر دو خاندان کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(خالد حسین محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

☆ــــ مورخہ ۲۱ر مئی ۱۹۹۴ء کو اللہ تعالیٰ نے مکرم محمد اقبال صاحب فراش کو لڑکی عطا فرمائی ہے۔ لڑکی کا نام "عائشہ صدیقہ" عرف جمیلا انجم تجویز کیا گیا ہے۔ اس خوشی کے موقع پر مکرم عبد العزیز خان صاحب پینٹر (لڑکی کے نانا) /۵۱ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے نومولودہ کی صحت و تندرستی اور دین کی خادمہ بننے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(عبد القادر شجیع نمائندہ اخبار بدر یادگیر)

☆ــــ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے چوہدری منور احمد نعیم کو ۲ر مارچ کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام "اسامہ احمد" تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم مولوی تاج الدین صاحب مرحوم (سابق ناظم دار القضاء ربوہ) کا پوتا اور مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب دار العلوم غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔ بچے کے نیک، صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر /۱۰۰ روپے)

(اقبال بیگم اہلیہ مولوی تاج الدین صاحب مرحوم۔ میامی۔ امریکہ)

درخواست دعا

خاکسار اپنے اور اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات اور کاروبار میں برکت۔ نیز خاکسار کچھ عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ (اعانت بدر /۲۵ روپے)

(عبد الکریم بمبئی)

انتقال پر ملال خاکسار کی والدہ صاحبہ مورخہ ۲۲ر جون ۱۹۹۴ء کو ایک دن کی علالت کے بعد بعمر ۸۵ سال ہم کو داغ مفارقت دے گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ ☆

☆ تعالیٰ محض اپنے فضل سے مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ ۲۳ر جون ۱۹۹۴ء کو محترمہ کا جسد خاکی آبائی گاؤں موضع ڈاہوروالہ میں بعد نماز ظہر سپرد خاک کیا گیا۔ مگر نام نہاد احمدیت کی طرف سے خاکسار کو والدہ محترمہ کے جنازہ اور دو مٹھی مٹی قبر پر ڈالنے سے بھی روک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان ☆

☆ لوگوں کو عقل عطا فرمائے۔ خاکسار۔ عبید اللہ خان افغانی سہارنپور۔

سانحہ ارتحال محترم حافظ قدرت اللہ صاحب

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے ایک نہایت ہی مخلص فدائی خادم اور مشرق و مغرب میں طویل عرصہ خدمت اسلام کی سعادت پانے والے نامور مبلغ اسلام مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب ۱۳ر مئی ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے دس بجے لندن میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال سے متجاوز تھی۔

محترم حافظ صاحب کافی عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار تھے۔ متعدد بار دل کا حملہ ہوا۔ اسی طرح فالج کے حملہ نے بھی آپ کی صحت کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ سانس کی تکلیف اور کمزوری بہت زیادہ ہو جانے پر آپ ۲۹ر اپریل کو کوئین میری ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ۹ر مئی کو آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ ضعف قلب کے ساتھ ساتھ گردوں کی تکلیف شروع ہو گئی۔ بالآخر انہی عوارض سے آپ نے جمعہ کے روز ۱۳ر مئی کو داعی اجل کو لبیک کہا اور مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

محترم حافظ صاحب مرحوم کی نماز جنازہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ر مئی ۱۹۹۴ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں نماز ظہر سے قبل پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد حضور انور نے محترم حافظ صاحب کی پیشانی پر دایاں دست مبارک رکھا اور زیر لب دعاؤں سے نوازا۔ بعد ازاں جنازہ احمدیہ قبرستان بروک ووڈ لیجایا گیا جہاں مقبرہ موصیان میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے دعا کرائی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ اور چار بچے (ایک بیٹا اور تین بیٹیاں) چھوڑے ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

مختصر حالات زندگی محترم حافظ قدرت اللہ صاحب ۲۲ر فروری ۱۹۱۷ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ زندگی کا ابتدائی دور قادیان میں گزرا۔ وہیں تعلیم پائی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۹۳۹ء میں زندگی وقف کی اور دار التبلیغ میں تربیت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۵ء میں بطور مبلغ انگلستان وارد ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہالینڈ گئے۔ جہاں مشن قائم کرنے کے بعد ۱۸ سال بھر پور خدمت کی توفیق پائی۔ دس سال انڈونیشیا میں بھی تبلیغ اسلام کی سعادت ملی۔ ۲۷ سال کا طویل عرصہ میدان جہاد میں بسر کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کا سلسلہ آخر دم تک جاری رہا۔

محترم حافظ صاحب ان دس اولین خدام میں شامل تھے جن کے اجلاس میں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ جب لوائے احمدیت پہلی بار لہرایا گیا تو اس کی حفاظت پر مامور خدام کے گروپ میں آپ بھی شامل تھے۔ کچھ عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی کام کرنے کا موقع ملا۔

ادارہ الفضل محترم حافظ صاحب کی اہلیہ، سب بچوں اور دیگر افراد خاندان سے اس موقعہ پر دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ☆

(الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۷ر مئی ۱۹۹۴ء)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ

بوجھ کے طور پر اسے اٹھائے پھرتے رہے۔ پس اگر تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہیں سکتے تو تمہاری اس جہالت کا قصور ہے جس کے نتیجہ میں تم نے پہلے پیغام کی ناقدری کی تھی اس کے نتیجہ میں یہ جہالت در جہالت کا سلسلہ شروع ہوا۔ فرمایا لیکن اس کے باوجود تم اللہ کے دوست ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اس صورت میں صرف ایک ہی علاج ہے کہ تم خدا کے نام پر اپنی سچائی کا اقرار کرتے ہوئے یہ اعلان کرو اگر ہم حقیقت میں خدا کی خاطر یہ بوجھ نہیں اٹھائے ہوئے تو اے خدا ہمیں موت دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ فرمایا جب میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو مولویوں میں کیسی کھلبلی مچ گئی تھی لیکن کوئی بھی حقیقت میں مباہلہ کے سامنے نہ آیا اور ہزار بہانے کر کے اسے ٹال دیا مگر مباہلے کی اور بھی قسمیں ہیں جن پر لفظ مباہلہ اطلاق نہیں پاتا۔ ایک یہ بھی قسم ہے پس میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام دنیا کے مولویوں کو اس نوع کے مباہلے کی طرف بلاتا ہوں ہم بھی تمام دنیا کے احمدی خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم جو کاروبار کر رہے ہیں اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں اور ہماری تمام توانائی اور طاقت اللہ کی محبت سے پھوٹتی ہے کوئی نفرتیں اور انتقام ہمارے پیش نظر نہیں بنی نوع کی بھلائی ہے تو وہ بھی اللہ ہی کی خاطر ہے اور خدا گواہ ہے کہ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ یہ حلفیہ اعلان تمام دنیا کے احمدی ایک ایک بچہ میرے ساتھ آج اس وقت کر رہا ہے جو سب دنیا میں اس پیغام کو سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے مولوی بھی یہ اعلان کر دیں کہ ہم جو کچھ کاروبار کر رہے ہیں محض اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں کوئی ذاتی کینی دشمنیاں کوئی ذاتی مفادات کوئی سیاسی مقاصد ہرگز ہمارے پیش نظر نہیں ہم کلیۃً اس سے بری الذمہ ہیں پھر دیکھیں کیا ان کے ساتھ ہوگا لیکن اللہ فرماتا ہے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ اپنے کردار سے واقف ہیں۔ فرمایا کہ یہ مذہبی قوموں کے انحطاط کی تاریخ کا ایسا خلاصہ ہے جو ہر پہلو پر حاوی ہے فرمایا آج کل جو آپ آئے

دن ایسے ہنگاموں کی باتیں سنتے ہیں جن میں انبیاء کی عصمت کے نام پر بنائے جانے والے قانون زیر بحث ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انبیاء اور خصوصاً آنحضرت ؐ کی ہتک کے نتیجہ میں جو موت کی سزا پاکستان میں مقرر کی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی برداشت نہیں کی جائیگی گویا محض للہ یہ کارروائی تھی اور اس کے خلاف کوئی کوشش قابل برداشت نہیں فرمایا یہ ہنگامہ آرائیاں جو پاکستان اور بنگلہ دیش میں ہیں اور یہ تحریک ہے جو سہ آہستہ آہستہ آگے بڑھائی جائے گی۔

فرمایا سب سے زیادہ ناموس رسول کی محافظ اور علمبردار تمام دنیا میں جماعت احمدیہ ہے اور میں دلائل سے ثابت کر کے دکھاؤں گا کہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ جماعت تو ناموس کی حفاظت نہیں کرتی اور ہم ناموس کے علمبردار ہیں۔ آج کل عالم میں اسلام کے تصور انصاف کو پیش کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔

اسلام کے سوا کوئی بھی ایسا مذہب نہیں جسنے تمام دنیا کے انبیاء کی عصمت کی حفاظت کی ہو اور انہیں سچا قرار دیا ہو اور ان کی توہین کو کراہت کی نظر سے دیکھا ہو۔ فرمایا عجیب بات ہے کہ مولوی توہین رسالت کی باتیں کرتے ہیں اور توہین خداوندی کا کوئی تصور ہی نہیں لہذا بات وہاں سے شروع ہوگی جہاں سے قرآن شروع کرتا ہے کیونکہ اگر اللہ کی عزت باقی نہ رہے تو انبیاء کی عزت کو کسی نے کیا کرنا ہے اس سلسلہ میں اللہ فرماتا ہے کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ہم تمہیں اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو گالیاں دو جن کو وہ خدا کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہیں فرمایا کتنی عظیم تعلیم ہے کہ مسلمانوں کو روکا جا رہا ہے کہ تمہارا فرض ہے کہ جس کو کوئی خدا سمجھتا ہے اس سے بحث نہیں کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہم اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں دو جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پھر ان کو حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ اللہ کو گالیاں دیں اور مسلمانوں کو روکا گیا ہے غیروں کو نہ روکا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲ کالم ۱-۲ پر)

قرارداد تعزیت بر وفات حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ

منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان (بھارت) زیر ریزولیوشن ۱۸۴ ع ۶-۷-۹۴

رپورٹ مکرم ناظر اعلیٰ صاحب کہ: حضرت مولوی محمد حسین صاحب ابن حضرت میاں محمد بخش صاحب صحابی بعمر ایک سو سال بتاریخ ۱۹ جون ۱۹۹۴ء کو پاکستان میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب ڈاکٹر مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا جس کی اولین سماعت ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر جناب کیپٹن ڈگلس نے بٹالہ میں کی۔ ڈاکٹر مذکور نے اپنے بیان میں کہا کہ (حضرت) مرزا صاحب نے ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی سے مباحثہ کیا جس میں میں نے بھی بھاری حصہ لیا۔ مرزا صاحب نے لیکھرام کو قتل کروا دیا اور ڈپٹی آتھم پر چار بار حملے کروائے۔ مجھے بھی ان کی طرف سے ہلاک کیا جانے کا خطرہ ہے جیسا کہ عبد الحمید گواہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی شدید بغض و معاند شرک پر اس امید کے ساتھ موجود تھا کہ فوجداری مقدمہ کی وجہ سے مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہوگی۔ یہ امید پوری نہ ہونے پر اس کو پہلے ہی آگ لگی ہوئی تھی۔ جب موصوف گواہی دینے گیا تو یہ دیکھ کر اور بھی جل بھن گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو جناب کیپٹن ڈگلس نے اپنے پاس کرسی پر عزت کے ساتھ بٹھلایا ہوا ہے۔ اس پر اپنے لئے کرسی کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبہ معلومات حاصل کر کے جناب کیپٹن صاحب نے رد کر دیا۔ باہر نکلنے پر مولوی صاحب برآمدہ میں کرسی پر بیٹھنے لگے تو وہاں سے بھی پولیس نے اٹھا دیا۔ عدالت سے باہر میاں محمد بخش صاحب کے بچھائے ہوئے کپڑے پر مولوی محمد حسین صاحب نے بیٹھنا چاہا باوجودیکہ میاں محمد بخش صاحب مولوی صاحب کے معتقدین میں سے تھے اور ابھی احمدی نہیں تھے انہوں نے دینی غیرت سے کپڑا کھینچ لیا اور کہا کہ مسلمان ہو کر سر غنہ کہلا کر اس طرح ایک عیسائی کے حق میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف صریح جھوٹ بولا ہے۔ ہمارے کپڑے کو ناپاک نہ کرو۔

حضرت میاں محمد بخش صاحب ۱۹۰۱ء میں قادیان ہجرت کر کے آئے۔ حضرت مولوی محمد حسین صاحب کو علی الترتیب ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت و بیعت کی توفیق حاصل ہوئی اور مئی ۱۹۰۸ء میں وصال تک حضرت اقدس کے روح پرور کلمات سننے کی بھی توفیق ملی۔

حضرت مولوی صاحب کو ہمیشہ تبلیغی لگن رہی۔ جنگ عظیم اول میں آپ جب بھرتی ہو کر بصرہ گئے تب بھی یہ جذبہ کارفرما رہا۔ آپ باقاعدہ مبلغ کے طور پر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں کام کرتے رہے۔ تحریک انسداد شدھی میں پانچ سال تک آپ نے آریہ سماجیوں سے مناظرات سمیت کامیاب تبلیغی کام کیا۔ آپ کئی علاقوں کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر المجاہدین مقرر ہوئے طویل عرصہ تک آپ علاقہ پونچھ میں متعین رہے۔ جہاں آپ نے کامیاب مناظرے بھی کئے اور وہاں کئی جماعتیں آپ کی قائم کردہ آپ کی یادگار ہیں۔ بمقام بھدرواہ (علاقہ جموں) میں ایک مبلغ کے کامیاب نہ ہو سکنے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو وہاں بھجوایا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند دن میں ہی ایسی مخلص جماعت قائم ہوئی جس نے دیگر مسلمانوں کی شدید مخالفت اور سالہا سال کے بائیکاٹ کے باوجود استقامت دکھائی۔

بمقام سڈنی (آسٹریلیا) ۱۹۸۳ء میں مسجد بیت الہدیٰ کا سنگ بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے رکھا۔ اور حضرت مولوی صاحب کو بلوا کر بھی اس تاریخی تقریب میں شامل فرمایا۔ برطانیہ کے ۱۹۸۹ء کے جلسہ سالانہ پر صد سالہ جشن تشکر کی تقریب میں آپ کو سٹیج پر بٹھلایا اور فرمایا کہ:

"اب میں ایک شخص کا تعارف آپ سے کروانا چاہتا ہوں جو آسمانی بادشاہ کے نمائندہ کے طور پر یہاں آیا ہے۔"

حضور نے ان سے اپنے نواسوں اور نواسیوں کی ملاقات کرائی اور تصویر بھی کھنچوائی۔ اور جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء جبکہ حضور بھی اولین بار (باقی صفحہ ۱۲ کالم ۳-۴ پر)

قرارداد تعزیت

مجلس عاملہ برطانیہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۲ر مئی ۹۴ء میں مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ سلسلہ کی اندوہناک وفات پر دلی افسوس کا اظہار کیا۔ محترم حافظ صاحب ۱۳ر مئی کو ۷۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ حضور انور نے ۱۶ر مئی کو آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد آپ کو مقبرہ موصیان۔ احمدیہ قبرستان بروک وڈ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ہ۔

محترم حافظ صاحب نے خدمت سلسلہ میں بھرپور زندگی گزاری۔ آپ کی سب سے پہلے تقرری انگلستان میں ہوئی جہاں آپ نے دو سال بطور مبلغ گزارے پھر ہالینڈ میں پندرہ سال اور انڈونیشیا میں دس سال خدمت دین کی توفیق ملی۔ بہت مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے بے شمار اوصاف حسنہ کی وجہ سے بہت ہر دل عزیز اور دعاگو بزرگ اور بے لوث خادم سلسلہ تھے۔ خاموش انداز میں بھرپور خدمت دین آپ کا ایک مخصوص دلربا انداز تھا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ان کی خوبیوں اور دعاؤں کا فیض جاری و ساری رہے۔ آمین۔

(ممبران مجلس عاملہ۔ یو۔ کے)

بقیہ صفحہ ۱۱ خلاصہ خطبہ جمعہ:۔ نہ ان کے لئے کوئی سزا مقرر ہے۔ فرمایا اللہ کے حوالے سے بات ہونی چاہیئے اور اسی حوالے سے قرآن نے شروع کی ہے اور ساری آیت میں اشارۃً بھی بندوں کو اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں اور اللہ کی ناموس کے نام پر ایک دوسرے پر تلوار چلائیں۔

بقیہ صفحہ ۱۱ قرارداد تعزیت

قادیان تشریف لائے تھے۔ حضور کی دلی تمنا کے مطابق حضرت مولوی صاحب قادیان آئے۔ آپ کو سٹیج پر بٹھلایا گیا۔ ان سب مواقع سے مقصود یہ تھا کہ نئی نسل آپ کی زیارت کر کے تابعین و تابعات کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت پائے۔ آپ کی وفات ایک عظیم جماعتی صدمہ ہے۔ یہ خصوصاً اس وجہ سے عظیم صدمہ ہے کہ اب ایسا مرحلہ آ پہنچا ہے کہ شاید مردوں اور خواتین میں سے ایک دو صحابی ہی باقی رہ گئے ہیں۔

یہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بہ نمائندگی جماعت ہائے احمدیہ بھارت، نیپال، سکم اور بھوٹان آپ کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے دعا کرتی ہے۔ اور آپ کے پسماندگان سے تعزیت کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کو آپ کا خلف صدق بنائے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ

۱۔ محترم ناظر صاحب خدمت درویشاں کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ اس قرارداد تعزیت کی نقول حضرت مولوی صاحب کے اقارب کو بھجوائی جائیں۔

۲۔ اس قرارداد کی نقول سلسلہ کے اخبارات و رسائل کو بھجوائی جائیں۔

ارشاد نبویؐ
اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ
(غلہ کو روک رکھنے والا کہ جب مہنگا ہو جائے تب بیچوں، خدا کی رحمت سے دور ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKET SNALLTS ETC.
19 A, JAWAHARLAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524-649

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN 143516

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS. POUCHES
Contact TAAS & CO
P48 PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072
PHONE 263287, 279302

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

NEVER BEFORE
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
VTR
Soniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 ADEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

یابی پولیمرز
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
کلکتہ ۔ ۴۶ ۷۰۰۰
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5137-5206